

وَسَدَّ ذَنَا مَلَكًا وَأَتَيْنَهُ الْحِكْمَةَ وَقَضَىٰ الْحُكْمَ بِرَبِّهِ

قُضُوصِلِ پَاكِ

مُتَبَكَّرٌ

نصیر الدین نصیر ہونزائی

شائع کردہ

ہنزرائٹل پبلس پریس آغا خاں اسماعیلیہ
لوکل کونسل گلگت مرکز

بار	—	—	—	اول
مرتبہ	—	—	—	نصیرالدین نصیر ہونزائی
ناشر	—	—	—	ایچ آر ایچ پرنس اعاخان اسماعیلہ لوکل کونسل کلکتہ مرکز
طابع	—	—	—	ظفر حیات ہال
مطبوعہ	—	—	—	ہنزہ پرنٹنگ پریس کلکتہ
تعداد	—	—	—	۲۰۰۰
مورخہ	—	—	—	یکم مئی ۱۹۶۱ء

فہرست فصول و عنوانات

تمہید



فصل ۱

کھانے کی چیزوں میں حلال و حرام

- ۱- چار حرام چیزیں۔ ۲- گیارہ حرام چیزیں۔ ۳- جو چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ ۴- حلال حیوانات۔ ۵- انڈے۔ ۶- درندہ اور شکاری پرندہ۔ ۷- درندے۔ ۸- خرگوش۔ ۹- سوساڑ یعنی گوم۔ ۱۰- حشرات الارض۔ ۱۱- مچھلی اور ٹڈی۔ ۱۲- گھوڑا۔ ۱۳- گدھا۔ ۱۴- خچر۔ ۱۵- گندہ خور جانوران۔ ۱۶- شراب کا سرکہ۔ ۱۷- حلال میں مکروم۔ ۱۸- مردہ مچھلی وغیرہ۔ ۱۹- حلال دریائی جانور۔ ۲۰- حرام اور مجبوری۔ ۲۱- اہل کتاب کا کھانا۔ ۲۲- مشرکین کا پنیر۔ ۲۳- شراب کا برتن۔ ۲۴- وہ کھانا جس میں مکھی وغیرہ مر جائے۔



فصل ۲

پینے کی چیزوں میں حلال و حرام

- ۲۵- پانی۔ ۲۶- دودھ۔ ۲۷- انگور وغیرہ کا رس۔ ۲۸- شراب۔ ۲۹- منشیات۔

فصل ۳

ذبح کرنے کے آداب

۳. بوقت ذبح خدا کا نام۔ ۳۱۔ تیز چہرا۔ ۳۲۔ قبلہ اور نخاع۔ ۳۳۔ بغیر قبلہ کا ذبیحہ۔ ۳۴۔ بسم اللہ والہ اکبر۔ ۳۵۔ حیوان کو عذاب نہ دو۔ ۳۶۔ بغیر ذبح ۳۷۔ کھال اتار دینا اور سر جدا کر دینا۔ ۳۸۔ گلے میں ذبح کی جگہ۔ ۳۹۔ چھری کو حرام مغز تک نہ پہنچاؤ۔ ۴۰۔ ذبح کے ساتھ سر جدا کر دینا۔ ۴۱۔ قصاب کو ہدایت۔ ۴۲۔ نادانستگی سے سر کو جدا کر دینا۔ ۴۳۔ تیز چھری کی وجہ سے سر کا جدا ہو جانا۔ ۴۴۔ حلق کے سوا ذبح۔ ۴۵۔ لوہے کے بغیر ذبح۔ ۴۶۔ چھوٹی عمر کے جانوروں کا ذبح۔



فصل ۴

کسی کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے یا نہ کھانے کا مسئلہ

- ۴۷۔ یہودی، نصرانی وغیرہ کا ذبیحہ۔ ۴۸۔ بازاری گوشت۔ ۴۹۔ اعراب نصرانی کا ذبیحہ۔ ۵۰۔ مرتد کا ذبیحہ۔ ۵۱۔ بچے، اندھے اور عورت کا ذبیحہ۔ ۵۲۔ طہارت اور ذبح۔ ۵۳۔ گونگے کا ذبیحہ۔

فصل ۵

صحیح ذبح کی شناخت

- ۵۴۔ جانور کے پیٹ کا بچہ۔ ۵۵۔ پاک ذبیحہ ۵۶۔ اگر جانور کا کوئی حصہ کٹ کر جدا ہو جائے۔ ۵۷۔ صحیح ذبح کی علامت۔ ۵۸۔ پیروں پر چھری سے مارنا۔ ۵۹۔ اگر ذبیحہ بلند جگہ سے گر جائے یا پانی یا آگ میں لڑھک پڑے۔ ۶۰۔ جانور کو لٹا کر ذبح کیا جائے ۶۱۔ آونٹ نحر کرنے کا طریقہ۔ ۶۲۔ آیا گائے کو ذبح کیا جائے؟ یا نحر؟ ۶۳۔ سنت کے خلاف ذبح۔ ۶۴۔ اگر حلال و حرام مخلوط ہو جائیں۔



فصل ۶

شکار میں حلال و حرام

- ۶۵۔ شکار کرنا حلال ہے۔ ۶۶۔ گھونسلے میں پرندے کا شکار۔ ۶۷۔ کبوتر کا شکار۔ ۶۸۔ شکار کا حق کس کو ملنا چاہئے؟



فصل ۷

شکاری جانوروں کا شکار

- ۶۹- شکاری جانور۔ ۷۰- سکھائے ہوئے کتوں کا شکار۔
 ۷۱- اگر شکاری جانور شکار سے کچھ کھائے۔ ۷۲-
 شکاری پرندے۔ ۷۳- چیتا اور اس کا شکار۔ ۷۴- کالا
 کتا۔ ۷۵- سکھائے ہوئے کتے۔ ۷۶- بغیر بسم اللہ کا
 شکار۔ ۷۷- شکار کا زندہ ہاتھ آ کر پھر مر جانا۔ ۷۸-
 مجوسی کا شکاری کتا۔



فصل ۸

شکاریوں کے اسلحہ کا شکار

- ۷۹- ہتھیار اور ہاتھ کا شکار۔ ۸۰- شکار کا ٹکڑے
 ٹکڑے ہو جانا۔ ۸۱- شکار کا مردہ پایا جانا۔



فرہنگ تمہید



فرہنگ فصول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید

صاحبان امر

سورہ نساء (۴) کی آیت ۸۳ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ مبارک فرمان ہے کہ : **وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ط وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ط قُرْآنٌ** اور جب ان لوگوں کو امن یا خوف سے متعلق کسی امر کی خبر پہنچتی ہے تو وہ اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر وہ لوگ اس کو رسول صلعم کی طرف اور اپنے صاحبان امر کی طرف پھیر دیتے، تو ان کے یہ حضرات (یعنی پیغمبر اور صاحبان امر صلوات اللہ علیہم) جو اس کی تک پہنچ سکتے ہیں البتہ اس کو جان ہی لیتے۔

اس مقام پر ایک اہم ترین سوال یہ پیدا ہوتا

ہے کہ آیا امن یا خوف سے متعلق مذکورہ امر کا مطلب

کوئی ظاہری اور دنیاوی قول و خبر ہے؟ یا اس سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کا پیغام و فرمان مراد ہے؟ اس کا مفصل جواب بھی خود اسی ارشاد الہی میں موجود ہے اور وہ اس انداز میں کہ اس ارشاد میں مذکورہ امر کو رسول اور اولوالامر علیہم السلام کی طرف پھیر دینے کا جو منشا ظاہر کیا گیا ہے اور ان حضرات کو جس طریق حکمت سے تنزیل و تاویل، قرآن کی منزل، مظہر اور معلم قرار دیا گیا ہے، اس سے یہ حقیقت پوری طرح سے واضح اور روشن ہو جاتی ہے کہ اس امر کا مطلب کوئی دنیاوی اور انسانی خبر ہرگز نہیں، بلکہ اس سے وہ پیغام الہی مراد ہے جو حضور انور صلعم پر نازل ہوا ہے کیونکہ پھیر دینے کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو چیز جس طرف سے آئی ہو اس کو اسی طرف لوٹا دیا جائے۔

نیز یستنبطونہ (یعنی وہ اس کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ وہ اس کی تاویل کر سکتے ہیں) سے بھی اس حقیقت

کی تائید و تصدیق ہو جاتی ہے کہ اس امر کی گہرائیوں تک پیغمبر اور اولوالامر علیہم السلام کے سوا دوسرے لوگ اس لئے نہیں پہنچ سکتے ہیں کہ یہ عوام الناس کا کوئی قول اور دنیا کی کوئی خبر ہے نہیں، بلکہ یہ احکم الحاکمین کا کلام حکمت نظام ہی ہے۔ لہذا اس میں جو گہری حکمتیں پوشیدہ ہیں، ان کا استخراج و استنباط صرف رسول اکرم اور صاحبان امر علیہم السلام ہی کر سکتے ہیں۔ پس یہی حضرات اللہ جل شانہ کے فرمان گزار، تنزیل و تاویل کے حامل اور دین حق کے کار فرما ہیں۔

* آیہ مذکورہ بالا کا یہ ترجمہ اور تفسیر شیعہ اسماعیلی مکتبہ فکر کے عین مطابق ہے، چونکہ اس مکتبہ فکر کی اصولی تعلیمات کے بموجب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار یعنی ائمہ برحق (صلوات اللہ علیہم) ہی اولوالامر کے درجے پر فائز ہیں جو آل ہد کے پاک سلسلے میں یکے بعد دیگرے روز قیامت تک اس

اس دنیا میں ظاہر و موجود ہوتے رہیں گے۔ بس یہی حضرات ہیں جو بتائید الہی قرآن و حدیث سے تاویل و حکمت کا استخراج و استنباط کر کے بمقتضای زمان و مکان دنیا والوں کی ہدایت و رہنمائی کر سکتے ہیں۔

چنانچہ یہی مطلب آیہ مقدسہ مذکورہ سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اس میں قانون الہی کی طرف سے کچھ لوگوں پر یہ عتاب و اعتراض آیا ہے کہ وہ لوگ امن یا خوف سے متعلق کسی امر کے نازل ہونے ہی کیوں اس کے سطحی معنی کو مشہور کرنے لگتے ہیں حالانکہ انہیں اس امر کی معنوی گہرائی تک رسا ہو جانے کے لئے پیغمبر اور صاحبان امر سے رجوع کرنا چاہئے کہ یہ حضرات ان کو آسانی کتاب یعنی قرآن مجید کے ظاہر سے خوب واقف و آگاہ اور علم تاویل سے مستفیض کر کے نادانی اور جہالت کی پلیدیوں سے پاک کر دیتے۔

آل ابراہیم

سورہ بقرہ (۲) کے پندرہویں رکوع میں حضرت

ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی جن دعاؤں کا

بیان آیا ہے ان میں سے بعض ضروری باتیں جو وہ دونوں

حضرات چاہتے تھے یہ ہیں کہ ”اے ہمارے پروردگار! ہم

دونوں کو اپنے واسطے انتہائی درجے کے فرمانبردار بنائیے

اور ہماری اولاد سے بھی اپنے واسطے ایک ایسی ہی فرمان

بردار جماعت پیدا کیجئے۔۔۔۔۔ اے ہمارے پروردگار

اور اس جماعت کے اندر انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر بھی

مقرر کیجئے جو ان کو آپکی آیتیں پڑھکر سنایا کرے اور

ان کو آسمانی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیا کرے اور ان

کو پاک کر دے۔“

چنانچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام

کی یہ دعا پروردگار عالم کی بارگاہ اقدس میں قبول ہوئی، وہ اس طرح کہ

ذریعہ اسماعیل سے ائمہ مستقر کا سلسلہ دنیا میں قیامت تک جاری و ساری

رہا اور ذریت اسحاق سے اُئمہ مستودع (جن میں سے بعض پیغمبر بھی تھے) کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے ظہور تک قائم رہا، ان دونوں سلسلوں کا قرآنی نام 'آل ابراہیم' ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ : فقد اتینا ال ابراہیم الکتب والحکمة واتینہم ملکاً عظیماً ۴/۵۴ یقیناً ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی ہے اور ہم نے ان کو ایک (دینی اور روحانی) سلطنت عنایت کی ہے۔

آل ابراہیم کے انبیاء اور اُئمہ علیہم السلام اس جماعت کے اندر انہی میں سے جس خاص پیغمبر کے مبعوث ہونے کی دعا کی گئی تھی، وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کا مقدس نور تھا، جس نے مذکورہ دعا کے بموجب سلسلہ آل ابراہیم کے جملہ انبیاء عظام و اُئمہ کرام علیہم السلام کو خدا کی آیتیں پڑھکر سنائیں، انکو آسانی کتاب اور حکمت کی تعلیم دی اور انکو پاک کر دیا، اسی معنی میں حضور اکرم صلعم کا ارشاد گراں ہے کہ : کنت نبیاً و آدم بین الماء

والطین، یعنی میں اُس وقت بھی پیغمبر تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھا۔ پس اسی لئے پیغمبر آخر زمان کا مبارک لقب 'رحمت اللعالمین' ہے۔

رسول اور ائمہ علیہم السلام

سورۃ بقرہ (۲) آیت ۱۴۳ میں ارشاد ہے کہ :

وَكذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شٰهَدًا عَلٰى النَّاسِ وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شٰهِيْدًا ط **ترجمہ** : اور اسی طرح ہم نے تمہیں اعتدال والا گروہ بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہے۔ وسط کے معنی ہیں درمیان معتدل اور واسطہ (وسیئہ) اور امت کے معنی ہیں گروہ، جماعت، طریق، وقت وغیرہ۔ پس یہ صفت ائمہ برحق علیہم السلام کی ہے کیونکہ صرف یہی حضرات ایک ایسا گروہ ہیں جس کے سلسلے کے افراد خدا اور رسول صلعم کی جانب سے ہمیشہ دنیا میں یکے بعد دیگرے موجود و حاضر رہتے ہوئے خلائق عالم پر گواہ ہیں، یہی گروہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مومنین و

مسلمین کے لئے ہدایت غیبی کا واسطہ اور نجات ابدی کا وسیلہ بنایا ہے کیونکہ رب العزت نے اس گروہ پر رسول اکرم صلعم کو روحانی و نورانی حیثیت میں ہمیشہ کے لئے حاضر و موجود اور گواہ رکھا ہے اور یہی جماعت اُممہ کرام احکم الحاکمین کی حکمت سے خدا کا وہ سیدھا راستہ (صراط مستقیم) اور طریق معتدل ہے جو افراط و تفریط سے پاک و صاف ہے اور بندگان خدا کو خدا تک پہنچا دیتا ہے۔

مذکورہ بالا حقائق و معارف کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدائے رحمان الرحیم نے کسی بھی زمانے میں دین و دنیا کو ہادی برحق علیہ السلام کے مبارک وجود سے خالی نہیں چھوڑا ہے، نہ اس نے کبھی صراط مستقیم کی ہدایت کے ذرائع و وسائل میں کوئی کمی کر دی ہے، نہ اس نے زمان و مکان کے پیدا کردہ مسائل کے حل تلاش کرنے میں پہلے کی نسبت اب کوئی دشواری کر دی ہے، نہ اس نے کبھی صاحب تاویل کو چھوڑ کر قرآن و حدیث کی تاویلات کے

ناقابل برداشت بوجہ کو عوام الناس پر ڈال دیا ہے اور نہ کسی وقت اس کی عادت و سنت میں کوئی تبدیلی پائی جاتی ہے بلکہ فی الواقع اس کا اٹل اور بے بدل قانون اب بھی ویسا ہے جیسا کہ اس سے پہلے تھا اور اس قانون کی بنیادی بات یہ ہے کہ جس طرح اس مادی دنیا میں اس جہانی سورج کا ہمیشہ موجود ہونا اتنا ضروری ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو ہمارا یہ سیارہ زمین اور یہ ساری وسیع و عظیم کائنات ظلمت نیستی میں چلی جائے گی، کیونکہ جاننے والے حضرات اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں اور اگر طبیعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ واقعہ سب کو روشن ہو سکتا ہے کہ روح حیوانی زندہ جسموں میں جو کچھ کام کرتی ہے، سورج وہی کام اس وسیع و عظیم کائنات میں کر رہا ہے، اس سے یہ حقیقت صاف ظاہر ہے کہ سورج کے نہ ہونے سے کائنات اس طرح فنا ہو جائیگی جس طرح کہ روح حیوانی کے نکل جانے سے انسان اور حیوان مر جاتا ہے۔

دینی سورج

اسی طرح عالم دین میں بھی اپنی نوعیت کا ایک عظیم المرتبت زندہ سورج ازل سے ہمیشہ کے لیے موجود ہے اگر یہ نہ ہوتا تو عالم دین بھی نہ ہوتا کیونکہ جب عالم دین مختلف مذاہب اور لادینیت کے جدا جدا نظریات کی مجموعی صورت میں قائم و باقی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکے اندر وہ روحانی سورج بھی موجود ہے جس سے کہ دینی عالم کا یہ نظام حکمت برجا و برقرار ہے چنانچہ دینی عالم کی ہر چیز زبان حال سے دینی سورج کے موجود و حاضر ہونے کی شہادت دے رہی ہے، مثلاً عالم دین میں جہاں روز دین کی روشنی ہے، تو یہ اس حقیقت کی ایک بین دلیل ہے کہ وہاں روحانیت کے آسمان پر نورانی سورج موجود ہے اور ضوفشانی و نور پاشی کر رہا ہے اور جہاں شب دین کی تاریکی چھائی ہوئی ہے تو یہ حال اس بات کا ایک واضح ثبوت ہے کہ اس طرف کے آسمان پر سورج موجود نہیں بلکہ وہ زمین دین کے روشن پہلو کی

جانب ہے اور یہ تاریک پہلو اس کے عقب میں واقع ہے۔

اگر عالم دین میں کہیں کہیں ایسے پہاڑ ہوں کہ ان سے صاف و شفاف ندیوں، گھنے جنگلات، سرسبز چراگاہوں اور قیمتی جواہر کی کانوں کے لامحدود فوائد لوگوں کو حاصل ہو رہے ہیں تو اس کا سبب یہ ہے کہ اس قسم کے پہاڑ اپنی صلاحیتوں کی بنا پر دائم الوقت سورج سے مستفیض و مستفید ہوتے رہے ہیں اور جو پہاڑ اس حال کے برعکس ندیوں، جنگلوں، چراگاہوں اور کانوں میں سے کچھ بھی نہ رکھتے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں وہ صلاحیتیں نہیں جو دوسرے پہاڑوں میں ہیں۔ مثلاً اونچی اونچی چوٹیاں، جو فضا میں اڑتے ہوئے بادلوں کو چھو کر باسانی برف و بارش حاصل کر سکیں اور ان پر برف و بچ کے بے پناہ ذخائر جمع ہوں جن سے ہمیشہ کے لئے ندیاں، نالے اور چشمے جاری رہتے ہیں، ایسی مناسب زمین اور نرم مٹی، جس میں ہر قسم کے جنگلی درخت اور گھاس آگ سکیں اور پتھر

کی خصوصی ذات، جس میں قیمتی جواہر کی کانیں پیدا ہو سکیں۔ پس یہ دو قسم کے پہاڑ روحانی سورج کی ہستی اور وجود کی گواہی دے رہے ہیں۔ چنانچہ پہلی قسم کے پہاڑ اپنی زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ روحانی سورج موجود و حاضر ہے اور ہم اس سے فائدہ لے رہے ہیں، دوسری قسم کے پہاڑ کہہ رہے ہیں کہ دینی سورج موجود تو ہے مگر ہم اس کے فائدے لینے سے قاصر ہیں اسی لئے ہمارا یہ حال ہے۔

اگر زمین دین کا کوئی حصہ آباد و شاداب ہے اور اس میں ہرے بھرے لہلہاتے ہوئے کھیت، عمدہ پھلوں سے لدے ہوئے ہر قسم کے درختوں کے باغات اور رنگ برنگ کے مہکتے ہوئے پھولوں کے دلکش گلشن موجود ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ زمین کے اس حصے کو دینی سورج کے فیوض و برکات حاصل ہیں جو اپنی قسم کی روشنی، گرمی، پانی اور ہوا کی صورت میں مہیا ہیں اور اگر

اس کے بر خلاف زمین دین کا کوئی حصہ غیر آباد پڑا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ وہاں یہ فیوض و برکات میسر نہیں یا اگر بعض ہیں تو بعض نہیں۔ پس زمین کی یہ صورت حال اور نتیجہ، کہ سورج کی رحمتوں اور برکتوں سے مستفیض ہونے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ان سے محروم رہ جانے سے کیا نقصان آتا ہے، سورج کی ہستی اور موجودگی کی نشاندہی کرتا ہے۔

یہ دینی اور روحانی سورج فی الاصل خدا ہی کا نور ہے جو پیغمبروں اور اماموں (علیہم السلام) کی روح مقدس کے توسط سے عالم دین میں ہدایت کی روشنی بکھیرتا رہتا ہے، چنانچہ اسی معنی میں ائمہ برحق علیہم السلام اولوالامر کہلاتے ہیں اور اسی دلیل کی بناء پر یہ کہنا حقیقت ہے کہ قرآن و حدیث کے جملہ علوم و معارف کے خزانوں کی کلیدیں انہی حضرات کے پاس محفوظ ہیں اسی سبب سے انکی روایت و درایت بالکل درست اور انتہائی معتبر اور اذکار

فیصلہ بدرجہ اتم صحیح ہوا کرتا ہے۔ پس ان کی تابعداری
عین فرض اور حلال و حرام کے درمیان فرق و تمیز کرنے کے
لئے ان سے رجوع نہایت ہی ضروری ہے۔

کتاب دعائم الاسلام

اسماعیلی فقہ کے مستند و معتبر کتب میں سب سے
جامع عربی کتاب 'دعائم الاسلام' کے نام سے مشہور و معروف
ہے۔ یہ کتاب جو دینی رشد و ہدایت کے فیوض و برکات
سے مملو ہے۔ دو ضخیم جلدوں میں مکمل کی گئی ہے جس
کو ناسور اسماعیلی قاضی، قضاة سیدنا ابوحنیفہ النعمان (قدس
اللہ سرہ) نے حضرت مولانا الامام المعز لدین اللہ علیہ السلام
(امامت از ۳۳۱ھ تا ۳۶۵ھ) کی ہدایات علمی اور برکات
روحانی کے بموجب اور آپ ہی کی زبان اقدس سے املا کر
کے مرتب کیا ہے، کتاب دعائم الاسلام قرآن کی آیات،
حدیث شریف کے ارشادات اور ائمہ اہل بیت اطہار علیہم

السلام کے فرمودات کا ایک نادر اور بیمثال مجموعہ اور فاطمی علوم و معارف کا ایک بے پایاں خزانہ ہے۔ یہ گرانمایہ اور بلند پایہ کتاب زمانہ قدیم کے معمول کے مطابق عرصہ دراز تک قلمی نسخوں کی صورت میں مروج و متداول تھی، حتیٰ کہ ۱۳۷۹/۱۹۶۰ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جناب پروفیسر آصف بن علی اصغر فیضی نے چند قلمی نسخوں سے تقریباً پندرہ سال تک ریسرچ (تحقیق) کر کے انتہائی صحت و صفائی کے ساتھ چھپوا کر مصر جیسے قدیم و جدید اسلامی علوم و فنون کے مرکز سے شائع کر دیا، یقیناً پروفیسر آصف نے اسماعیلی عالم اور علمی دنیا کیلئے ایک قابل قدر اور ہمہ رس خدمت انجام دی ہے۔

دعائم الاسلام کا اردو ترجمہ

عربی دعائم الاسلام شائع ہونے کے تقریباً سات سال بعد یعنی ۱۹۶۷ء میں ایک دینی عالم جناب یونس

شکیب مبارکپوری نے مذکورہ کتاب کی دونوں جلدوں کا جدا جدا ترجمہ کر کے ”ادارہ ادبیات فاطمی بدری روڈ سورت نمبر ۲“ سے شائع کر دیا ہے۔ اس ترجمے کی دونوں جلدوں کی مجموعی ضخامت کا اندازہ تقریباً گیارہ سو ساٹھ صفحات سے لگایا جا سکتا ہے اسمیں کوئی شک نہیں کہ یونس صاحب کی اس علمی خدمت کا ثمرہ نہ صرف اسماعیلی مذہب کے معتقدین تک ہی محدود ہے۔ بلکہ اس سے تحقیق و تدقیق کے جملہ ادارے اور فقہی مسائل سے دلچسپی رکھنے والے تمام حلقے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں لہذا جناب یونس شکیب لائق صد تحسین و آفرین ہیں۔

Luminous Science

Knowledge for a united humanity

فصول پاک اور اس کی وجہ تسمیہ

اس کتاب یعنی فصول پاک کے مرتب کرنے کے

بنیادی اسباب و علل یہ ہوئے ہیں۔ کہ اگرچہ یہ خیال خود

مجھے آج سے بہت پہلے پیدا ہوا تھا اور اسکے بارے میں بہت

سے اسماعیلی احباب نے بھی مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ بالعموم تمام اسماعیلی جماعت کو اور بالخصوص دینی مراسم کے ذمہ دار حضرات اور متعلمین کو فقہی مسائل سمجھانے کے لئے آسان اردو کتابوں کا مرتب کرنا بیحد ضروری ہے تاہم اس خیال اور تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا موقع اس وقت ملا جبکہ میں ۱۹۷۱ء کے اخیر میں مرکز اسماعیلیہ گلگت کی کونسل کے حکم سے نوسل، رحیم آباد (متم داس) وغیرہ کے دورہ پر گیا اور گفت و شنید کے درمیان ان مقامات کی جماعتوں کے بعض بیدار مغز اور باشعور افراد نے کتب ضرویہ کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے مجھے پرزور الفاظ میں مشورہ دیا کہ شرعی مسائل کی آسان ترین تحلیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اس موضوع پر چھوٹی چھوٹی اردو کتابیں شائع کر دی جائیں پس میں نے بتوفیق خداوند تعالیٰ شب و روز کی سخت محنت سے ایک قلیل عرصے میں اس کتاب کو ترتیب دیا۔

اب میرے اس علمی کام کے متعلق ایک سوال ممکنات

میں سے ہے کہ آیا اس کتاب کے مندرجات اور مطالب
عربی دعائم الاسلام سے بلا واسطہ ترجمہ کر کے لئے گئے ہیں؟

یا کلیۃً یونس شکیب کے ترجمے پر اعتماد کیا گیا ہے؟

اسکا جواب یہ ہے کہ میں نے احساس ذمہ داری اور اصول

احتیاط کے پیش نظر مطالب کو اس کتاب میں منتقل کر

لینے سے قبل ان کی عربی اصل صورت اور اسکے مذکورہ

ترجمے کو باہم مقابل کر کے تنقیدی نظر سے دیکھ لیا ہے،

پس جہاں ترجمہ درست تھا، اسکو اسی طرح لیا ہے اور

جہاں کہیں کوئی غلطی نظر آئی تو وہاں میں نے اپنے

طور و طریق پر ترجمہ کر لیا ہے اسی سلسلے میں یونس شکیب

کے ترجمے کی جلد ثانی مطبوعہ ۲۵ نومبر ۱۹۶۷ء کے چند

صفحات کو دقت نظر سے دیکھنے کا موقع ملا ہے وہ صفحات

یہ ہیں: از ۱۱۹ تا ۱۲۶، از ۱۲۸ تا ۱۳۱، از ۱۶۳ تا ۱۷۷،

اور اسکی عربی اصل کے صفحات دعائم الاسلام جلد ثانی میں

یہ ہیں : از ۱۲۰ تا ۱۲۷، از ۱۲۹ تا ۱۳۳، از ۱۶۶ تا ۱۷۹۔ پس مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یونس صاحب کے ترجمے کے مذکورہ صفحات میں سے بعض پر کچھ غلطیاں پائی گئی ہیں۔

ایک اور سوال کہ میں نے اس کتاب کا نام 'فصول پاک، کیوں رکھا؟ جواباً اسکی وجہ عرض کی جاتی ہے کہ اس کتاب کے اصل موضوعات میں جو کچھ منقول ہے وہ سب کے سب قرآن پاک، حدیث شریف اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے فرامین مبارک اور انکی تشریحات پر مبنی ہے، لہذا لفظ 'پاک، میں ان پاک و مقدس اقوال کی طرف اشارہ ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ پاک سے وہ تمام صاف ستھری اور پاکیزہ چیزیں مراد ہیں جو نجس و ناپاک اور حرام نہ ہوں۔ چونکہ اس کتاب میں حرام و ناپاک چیزیں چھوڑ کر حلال اور پاک چیزوں کی طرف متوجہ ہونے کی تعلیمات مندرج ہیں اس لئے اس کتاب کے نام میں لفظ 'پاک، کا آنا

کتاب کی طباعت و اشاعت کے تمام مصارف اپنے ذمے لے کر دینی علوم کو فروغ دینے اور جماعت کی علمی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایک بہترین مثال قائم کر دی ہے۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح ساری قوم پر ظاہر و عیان ہے کہ یہ نامدار کونسل دینداری علم دوستی، ترقی پسندی اور فرض شناسی ایسی اعلیٰ تنظیمی صفات میں اپنی مثال آپ ہے جسکا ایک اصل سبب یقیناً یہی ہے کہ کلکتہ اسماعیلی مرکز کی منظم نیکنام اور قابل فخر جماعت قدرتی طور پر ایسے فرمانبردار و معتقد اور دیندار افراد و اشخاص پر مشتمل ہے جو امام عالی مقام علیہ السلام کی پاک ہدایات کے مطابق دینی اور دنیاوی ترقی کے لئے ہر لحاظ سے شائستہ و بااِستہ اور ہر اعتبار سے لائق و فائق ہیں، جیسے عقل و دانش والے تعلیم یافتہ حضرات جنکو دینی علم کے علاوہ فلاح و بہبود کے کاموں سے بھی کافی دلچسپی ہے ہوشیار و تجربہ کار معزز تاجرین جو قوی اور دینی ترقی کے

لئے مالی قربانیاں پیش کرنے سے کبھی نہیں تھکتے ہیں،
 باشعور و دانا اور سنجیدہ کاریگر اور پیشہ ور جو شروع ہی
 سے مذہبی خدمت کو اپنا شعار سمجھتے آئے ہیں، نظم و ضبط
 کی تعلیم و تربیت پائے ہوئے شیر دل فوجی جوان جو ہمیشہ
 سے قوی و جماعتی ترقی کے سلسلے میں مدد و معاون ثابت ہوتے
 رہے ہیں، باادب و باسلیقہ اور شریف ملازمین جن کا سب سے
 بڑا نصب العین ابتداء سے یہ رہا ہے کہ قوم اور جماعت کو
 روحانی اور مادی طور پر آگے بڑھانے کے لئے ہمہ وقت
 پابندی سے امام زمان کے پاک فرمان پر عمل کیا جائے۔

پس عاجزانہ و فقیرانہ دعا ہے کہ خدائے

اکرم الاکرمین نامبردہ کونسل اور مذکورہ جماعت کو نیز
 سطح زمین کی تمام جماعتوں کو آفات سہاوی و ارضی اور ہمووم
 روحانی و جسمانی سے اپنے حفظ و امان میں محفوظ و مامون رکھے!
 ان کے ایمان، جان، اولاد اور مال میں برکت عطا فرمائے!
 ان کو دنیا و آخرت کی کامیابی، سرخروئی اور سربلندی نصیب

هو! آمين!! يارب العالمين!!!

فقط احقر العباد

نصيرالدين نصير هوتزائی

بروز اتوار، ۲۸، ذيقعدہ ۱۳۹۱ھ

۱۶، جنوری ۱۹۷۲ء

**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity



This page intentionally left blank

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فصل - ۱

کھانے کی چیزوں میں حلال و حرام

۱- چار حرام چیزیں-

سورۃ الانعام (۶) آیت ۱۴۵ میں اللہ تبارک و تعالیٰ

کا ارشاد گرامی ہے : (اے رسول صلعم) آپ فرما دیجئے کہ

مجھ پر جو وحی آئی ہے میں تو اس میں کسی کھانے والے

پر کوئی چیز جو اس کو کھائے حرام نہیں پاتا سوائے

اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت

کہ یہ پلید چیزیں ہیں یا نافرمانی کا ذبیحہ جس پر غیر

خدا کا نام لیا گیا ہو پس جو شخص حالت اضطراری میں

ہو نہ بغاوت کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا تو یقیناً

آپکا پروردگار بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد رب العزت نے آنحضرت صلعم پر یہ آیہ کریم نازل فرمائی جو المائدہ (۵) کی تیسری آیت ہے:-

۲- گیارہ حرام چیزیں-

حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹ کر مرا ہوا اور چوٹ کھا کر مرا ہوا اور بلندی سے گر کر مرا ہوا اور سینگ لگ کر مرا ہوا اور وہ جسے درندہ نے پہاڑ کھایا ہو مگر جسے تم (مرنے کے قابل) ذبح کر لو اور وہ جانور جو بتوں کے تھان پر چڑھا کر ذبح کیا جائے اور یہ کہ تم تیروں سے قسمت معلوم کرو یہ سب نافرمانی ہے۔۔۔۔۔ پس جو شخص بھوک میں بے قرار ہو جائے (لیکن) گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

مزکورہ قسم کے قرآنی ارشادات کے علاوہ باری تعالیٰ و تقدس نے اپنے پیغمبر برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر جو چیزیں حرام قرار دی ہیں ان کی بابت آگہی اور صحیح روایت و خبر ائمہ اطہار آل محمد علیہم السلام کے توسط سے مل سکتی ہے۔

۳- جو چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اپنے ایک مجمل قول میں کھانے کی چیزوں میں حلال و حرام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے جن چیزوں کا کھانا انسان کے لئے حلال ہے وہ کل تین قسم کی غذائیں ہیں چنانچہ قسم اول میں ہر نوع کے دانے ہیں جیسے گیموں، چاول، دال وغیرہ دوسری قسم میں تمام انواع کے پھل ہیں اور تیسری قسم میں طرح طرح کی سبزیاں اور نباتات ہیں۔ پس

ان اشیاء میں سے جو چیز انسان کی غذا اور قوت و نفع کا موجب ہے اس کا کھانا حلال ہے اور ان میں سے جو چیز انسان کے لئے مضر اور نقصان دہ ہے اس کا کھانا حرام ہے مگر یہ ہے کہ اس سے دوا کا کام لیا جائے۔

۲۔ حلال حیوانات

جن حیوانات کا گوشت کھانا حلال ہے، وہ یہ ہیں : گائے، اونٹ اور بکری کا گوشت، وحشی یعنی جنگلی جانوروں میں سے جن کے کچلی کے دانت اور پنچے نہ ہوں (یعنی جو جانور درندوں کی طرح دانت اور پنچے نہ رکھتے ہوں) ان کا گوشت کھانا حلال ہے پرندوں میں سے جن کے پوٹے ہوں تو ان کا گوشت کھانا حلال ہے اور دریا کے جس شکار میں مچھلی کی طرح چھلکا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے ان مذکورہ قسموں کے سوا جو بھی ہیں ان کا کھانا حرام ہے۔

۵۔ انڈے۔

انڈوں میں سے جن کے دونوں سرے ایک دوسرے سے مختلف ہوں یعنی برابر نہ ہوں تو ان کا کھانا حلال ہے اور جن انڈوں کے دونوں سرے مساوی اور برابر ہوں تو یہ ان پرندوں کے انڈے ہیں جن کا گوشت کھایا نہیں جاتا پس ایسے انڈے حرام ہیں۔

۶۔ درندہ اور شکاری پرندہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ ہر وہ درندہ جو چیرنے پھاڑنے والے دانت رکھتا ہو اور ہر وہ پرندہ، جس کا شکارگیر پنجنہ ہو، حرام ہے۔

۷۔ درندے۔

حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے

منقول ہے آپ نے فرمایا کہ بھیڑیا، تیندوا، چیتا، شیر، گیدڑ
ریچھ، بچو اور ہر وہ درندہ جانور جس کے شکار گیر پنچے
ہوں ان سب کا گوشت کھانا حرام ہے۔

۸- خرگوش-

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے
کہ آپ نے خرگوش کو کھانا مباح (حلال) قرار دیا ہے

۹- سوسمار یعنی گوہ-

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ
کی خدمت میں ایک گوہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے نہیں
کھایا اور ناپسند فرمایا یعنی اسے کراہیت کی نظر سے
دیکھا۔

۱۰- حشرات الارض

حضرت مولانا مرتضیٰ علی علیہ السلام سے منقول

ہے کہ آپ نے گوہ اور جنگلی چوہا وغیرہ جیسے حشرات الارض (زمین میں گھسنے والے جانور) کھانے سے منع فرمایا۔

۱۱۔ مچھلی اور ٹڈی۔

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے، آپ نے فرمایا کہ مچھلی ذبح شدہ ہے اور ٹڈی بھی مذبووحہ ہے، ان کا زندہ پکڑنا ذبح کرنے کے برابر ہے۔

۱۲۔ گھوڑا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرد انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے ایک گھوڑے کے پاس کھڑا تھا اور وہ گھوڑا مر رہا تھا، آنحضرت نے اس مرد انصاری سے فرمایا کہ اس کو ذبح کر دو تو تم کو دو اجر ملیں گے، ایک اجر اس بات کا ہوگا کہ تم نے

اس گھوڑے کو ذبح کر دیا اور دوسرا اجر اس پر صبر کرنے کے سبب سے حاصل ہو گا۔ اس وقت اس مرد انصاری نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کیا اس ذبیحہ میں میرا بھی کچھ حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی کھاؤ اور مجھ کو بھی کھلاؤ۔ پس اس شخص نے اس گھوڑے کی ران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا جس کو آپ نے تناول فرمایا اور ہم کو بھی کھلایا۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for united humanity

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی

ہے کہ آپ نے گھوڑے کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف گھوڑوں میں سے صحیح و سالم گھوڑے کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے ان کو راہ خدا میں جہاد کے لئے مستعد اور تیار رکھنے کا حکم دیا ہے اور رسول اکرم

صلعم سے یہاں جو روایت کی گئی ہے اس کا مقصد ان میں سے ایک ایسے گھوڑے کو ذبح کرنا ہے جو موت سے قریب تر ہو یا جس (کی بری عادت) سے مالک کی ہلاکت کا خوف ہو۔

۱۳- گندہ-

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ہالتو کدھے حرام ہیں۔ آپ نے جنگ خیبر میں ان کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

۱۴- خچر-

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ خچر نہ کھایا جائے۔

۱۵- گندہ خور جانور-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ

نے فرمایا کہ آدی کے بول و براز جیسی گندی چیزیں کھانے والے جانوروں کو جب تک کہ اصول استبراء کے مطابق پاک نہ کر لیا جائے، ان کا گوشت، دودھ اور انڈا نہ کھانا چاہئے، جلالہ ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جو آدی کی جائے ضرورت کی طرف جاتے ہیں اور وہاں سے نجاست کو کھاتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے،

آپ نے فرمایا کہ ایسی نجاست کھانے والی اونٹنی کو چالیس دن تک گھاس وغیرہ خوراک پر باندھ رکھنا چاہئے، گٹے کو بیس دن تک، بھیڑ بکری کو سات دن تک، بطخ کو پانچ دن تک اور مرغی کو تین دن تک، پھر اس کے بعد ان کا گوشت کھایا جا سکتا ہے اور ان میں سے جن کا دودھ ہو وہ پیا جا سکتا ہے اور ان میں سے جو پرندے انڈے دیتے ہوں وہ انڈے کھائے جا سکتے ہیں۔

۱۶۔ شراب کا سرکہ۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ آس سرکہ کو مکروہ سمجھتے تھے جو شراب بگڑ کر بنتا ہے جبکہ سرکہ بن جانے کا سبب سوائے شراب کے کچھ نہ ہو۔

۱۷۔ حلال میں مکروہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ غدود، ریڑھ کی ہڈی کا مغز، تلی، نرمادہ کے اعضائے تناسل، خصیے اور گردوں کا اندرونی حصہ کھانا مکروہ سمجھتے تھے۔

۱۸۔ مردہ مچھلی وغیرہ۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے آس دریائی شکار کو کھانے سے منع فرمایا

جو پکڑنے سے پہلے (خود بخود) سر کر پانی کی سطح پر پایا جاتا ہے۔

۱۹۔ حلال دریائی جانور۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ دریائی جانوروں میں سے صرف انہی جانوروں کو کھانا چاہنے جن کے چھلکے ہوں، آپ کچھوا، کیکڑا، سانپ جیسی مچھلی اور سیپوں میں رہنے والے جانور اور ان اقسام کے تمام جانوروں کو کھانا مکروہ سمجھتے تھے۔

۲۰۔ حرام اور مجبوری۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ مضطرب و مجبور آدمی مردار چیز کو کھا سکتا ہے اور ہر حرام چیز کھا سکتا ہے جبکہ وہ اس کو کھانے کے لئے مجبور ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مردار کھانے پر مجبور ہو جائے تو وہ اتنا کھائے کہ اس کا پیٹ بھر جائے اور جب شراب نوشی کے لئے مجبور ہو تو اتنی پیئے کہ سیراب ہو جائے لیکن اس کو یہ عمل بار بار کرنے کا اختیار نہیں ہے مگر یہ ہے کہ وہ پھر مجبور ہو جائے۔

۲۱- اہل کتاب کا کھانا۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اہل کتاب کا کھانا کھانے کی رخصت دی ہے اور ان کے علاوہ دوسرے (غیر مسلم) فرقوں کا بھی کھانا کھانے کی رخصت دی ہے، بشرطیکہ کھانے کے اندر ان کے ذبیحہ کا گوشت نہ ہو۔

۲۲- مشرکین کا پنیر۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے

اس پنیر کا ذکر کیا گیا جس کو مشرکین بناتے ہیں اور وہ اس میں بکری کے ایسے بچے کے پیٹ سے مایہ نکال کر لگاتے ہیں کہ وہ بچہ یا تو مردار ہوتا ہے یا بغیر بسم اللہ کا ذیبحہ، تو آپ نے فرمایا کہ جب ایسا معلوم ہو تو اسکو نہ کھایا جائے اور اگر پنیر کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ اس کو کس نے بنایا ہے اور وہ مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہوتا ہو تو تم اس کو کھاؤ۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۲۳- شراب کا برتن-

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے شراب کے برتن کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس کو دھو کر استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔

۲۴- وہ کھانا جس میں مکھی وغیرہ مر جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے

کہ آپ نے اس سالن اور کھانا کھانے کی اجازت و رخصت دی ہے جس میں کیڑا مکوڑا، مکھی اور بے خون کا جانور گر کر مر گیا ہو، آپ نے فرمایا کہ وہ کسی چیز کو نہ ناپاک کر دیتا ہے اور نہ حرام۔ پس اگر سالن اور کھانے میں خون والا جانور مر کر مائع بن جائے تو وہ کھانا فاسد ہو جاتا ہے اور اگر وہ جانور جامد ہے تو اس کے ارد گرد کا حصہ فاسد ہو جاتا ہے اور کھانے کا بقیہ حصہ کھایا جا سکتا ہے۔

فصل ۲

پینے کی چیزوں میں حلال و حرام

۲۵- پانی-

سورة الفرقان (۲۵) آیت ۳۸-۳۹ میں اللہ تعالیٰ

کا ارشاد گرائی ہے : اور ہم نے بلندی سے انتہائی پاک

اور نتھرا ہوا پانی برسایا تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے مردہ

(ویران) شہر کو زندہ (آباد) کریں۔

Spiritual Science
and
Luminous Science

حضرت امام جعفر الصادق سے، آپ کے پدر بزرگوار

امام باقر سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی

ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ہے کہ پانی دنیا و آخرت میں پینے کی چیزوں کا سردار ہے

چنانچہ اس پانی کا پینا حلال ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی نے

اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے، اس میں آدمیوں کی صنعت

کا کوئی دخل نہیں جب تک کہ اس میں کوئی نجاست مخلوط نہ ہو یا کسی ایسی چیز کی آمیزش نہ ہو کہ اس کی وجہ سے اس پانی کا پینا حرام ہو جائے، ہماری معلومات کے مطابق اس پر سب کا اتفاق ہے۔

۴۶۔ دودھ۔

اسی طرح جن جانوروں، شکاروں اور چوپایوں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان تمام کا دودھ پینا بھی حلال ہے اور جن کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے تو ان کا دودھ پینا بھی حلال نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص مضطر و مجبور ہو تو اس کے لئے جائز ہے۔

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت

کی گئی ہے کہ آپ سے گدھی کا دودھ بطور علاج و دوا استعمال کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس کی اجازت و رخصت دی تھی۔

۳۷- انگور وغیرہ کا رس-

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ شراب بننے سے قبل تازہ رس کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ نشہ آور نہ ہو۔

۳۸- شراب-

الہائدہ (۷) آیت ۹ میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، ماسوا اس کے نہیں ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور فال نکالنے کے تیر شیطانی کی پلیدی ہیں۔ پس تم اس شیطانی عمل سے بچے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ پس آنحضرت صلعم نے اس ارشاد الہی کے مطابق شراب نوشی سے منع فرمایا ہے، جس طرح کہ حضور نے دوسرے تمام حرام کاموں سے منع فرمایا تھا۔

امام جعفر الصادق سے، آپ کے پدر بزرگوار امام باقر سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے، کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ شراب حرام ہے اور آنحضرت صلعم نے عین شراب، اس کے نچوڑنے والے، نچوڑ لینے کے سامان، فروشنده، خریدار، پینے والے، پلانے والے، اٹھانے والے، رکھنے کے مقام اور اس کی قیمت و آمدنی کھانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا، کہ وہ شخص جو شراب نوشی کا عادی ہو، جب بھی خدا کے حضور میں پیش ہو جائے تو وہ ایک بت پرست کی طرح پیش ہوگا اور جو شخص شراب سے صرف ایک گھونٹ بھی پئے تو پروردگار عالم چالیس دن تک اس کی نماز و عبادت قبول نہ کریگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ

نے فرمایا کہ تین اشخاص پر جنت حرام کی گئی ہے، وہ شرابی، بت پرست اور آل محمد صلعم کا دشمن ہیں، اور جو شخص شراب نوشی کر کے چالیس دن کے اندر اندر مر جائے تو وہ خداوند عالم کے حضور میں بت پرست کی طرح پیش ہو گا۔

۲۹- منشیات-

حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے رسول خدا صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں کسی بھی نشہ آور چیز کو حلال قرار نہیں دیتا، ہر نشہ آور چیز، خواہ کم ہو یا زیادہ، حرام ہے۔

حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ اس شخص سے دوستی و

محبت نہ رکھا کرو جو نشہ آور چیز کو حلال ثابت کرنے کا کوشاں ہو کیونکہ جو شخص اسے حرام سمجھتے ہوئے پیتا ہے، وہ نافرمانی میں اس طرح ہلاک نہیں ہو رہا ہے جس طرح کہ کوئی شخص نشہ آور چیز کو اپنے لئے حلال ٹھہراتے ہوئے یا دوسرے کے لئے حلال قرار دیتے ہوئے نافرمانی کی ہلاکت سے ہلاک ہو رہا ہے اور اگرچہ وہ خود نہ پیتا ہو لیکن اسے حلال قرار دینا ہی اس معنی کے لئے کافی ہے کہ وہ پیغمبر برحق صلعم کے لئے ہوئے احکام سے بیزار اور ان کی ترویج کر رہا ہے اور نافرمان شیاطین کو خوش کر رہا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپ

نے فرمایا کہ جس نے کوئی نشہ آور چیز پیا اور اپنی عقل کھو بیٹھا تو اس سے روح الایمان نکل گئی۔

فصل ۳

ذبح کرنے کے آداب

۳۰۔ بوقت ذبح خدا کا نام۔

سورۃ الانعام (۶) آیت ۱۱۸ میں باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو جس ذبیحہ پر خدا کا نام لیا گیا ہو اس میں سے کھاؤ۔

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

۳۱۔ تیز چھرا۔

امام جعفر الصادق سے، آپ سگے پدر بزرگوار امام باقر سے اور آپ کے آباء کرام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ذبیحہ کو ذبح کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے چھرے کو تیز

کرے اور اپنے ذبیحہ کو نسبتاً آرام پہنچائے۔

۳۲۔ قبلہ اور نخاع۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی ذبیحہ کو ذبح کرنا چاہو تو جانور کو غیر ضروری عذاب نہ دو، چھری تیز کر لو، شرط قبلہ کو بجا لاؤ اور بوقت ذبح چھری کو گردن کی ہڈی کے جوڑے سے گزار کر حرام مغز تک نہ پہنچاؤ، حتیٰ کہ اس کی جان نکل جائے۔

امام عالی مقام کے اس ارشاد گرامی میں 'لاتنخعھا، فرمایا گیا ہے جس کے معنی ہیں کہ چھری کو اس کے ذبح کرنے کی آخری جگہ سے آگے گزار کر حرام مغز تک نہ پہنچاؤ اور ذبح کی آخری حدیہ ہے کہ گردن کی چار رگوں (حلقوم، نرخرہ اور دونوں شہ رگ) کو کاٹنے کے بعد چھری

گردن کی ہڈی کے جوڑ پر ہی روک لی جائے کیونکہ ذبیحہ کی گردن کو توڑ کر حرام مغز کاٹنا سنت کے خلاف ہے جب تک کہ اس میں سے قطعی طور پر جان نہ نکل جائے۔

۳۳۔ بغیر قبلہ کا ذبیحہ۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے، ان دونوں حضرات نے ایسے شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے جس نے قبلہ کے بغیر ذبح کیا ہے اور وہ ارشاد یہ ہے کہ اگر آس نے غلطی، بھول اور نادانی کے سبب سے ایسا کیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس کا ذبیحہ کھایا جا سکتا ہے اور اگر آس نے قصداً بغیر قبلہ کے ذبح کر دیا ہے تو برا کیا ہے، ایسا ذبیحہ کھایا نہیں جا سکتا جب کہ آس نے قصداً خلاف سنت عمل کیا ہے۔

۳۴- بسم اللہ واللہ اکبر-

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی جانور کو ذبح کرے تو اسے 'بسم اللہ واللہ اکبر، کہنا چاہئے۔

امام باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ذبح کرنے والے کو اللہ کا ذکر کرنا بھی کافی ہے، یعنی وہ ذبیحہ پر از قسم تسبیح یا تہلیل جو کچھ بھی اللہ کا ذکر کرے وہ اس کی طرف سے کافی ہے اور اگر قصداً بسم اللہ کہنا چھوڑ دے تو اس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے۔ پس اگر اس سے نادانی ہوئی یا وہ بھول گیا تو جب یاد آئے اور کھائے بسم اللہ کہئے۔

۳۵- حیوان کو عذاب نہ دو-

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آنحضرت نے

حیوان کو عذاب دینے سے اور جانوروں کو 'صبر' کرنے سے منع فرمایا ہے۔ صبر کے معنی ہیں حبس و قید کرنا جس شخص نے کسی جاندار شے کو قید و بند کر دیا تو اس نے آسے 'صبر' کر دیا چنانچہ اسی معنی میں کہا جاتا ہے 'قتل فلان صبراً، یعنی فلان شخص کو قید کر کے مارا گیا جبکہ اس کو مرتے دم تک حبس میں رکھا جائے پس مصبور و محبور جانور وہ ہیں جن کو آب و دانہ اور گھاس چارا سے روک رکھا ہو، جیسے جانوروں میں سے مرغی کو باندھ دیا جائے اور اسکو ایک خاص جگہ میں رکھ لیا جائے پھر آسکو آب و دانہ کے بغیر اس طرح پڑی رہنے دیا جائے کہ وہ مر جائے۔

۳۶- بغیر ذبح-

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کوئی چڑیا بے کار مار ڈالی تو خداوند عالم آس شخص کو قیامت کے دن اپنی عدالت گاہ میں

حاضر کرلیگا، وہ چڑیا چیخ مار کر کہیگی، اے پروردگار! آپ اس آدمی سے پوچھئے کہ اُس نے مجھے بغیر ذبح کے کیوں مار ڈالا؟ پس تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ حیوان کو تکلیف دینے سے بچے، چھری کو تیز کرے اور جانوروں کو عذاب نہ دے۔

۳۷۔ کھال اتارنا اور سر جدا کرنا۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے ذبیحہ کی کھال اتارنے یا سر کاٹنے سے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ اسکی جان نکل جائے اور حرکت بالکل بند ہو جائے۔

۳۸۔ گلے میں ذبح کی جگہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ جانور کو مذبح پر ذبح کرو یعنی سر اور

گردن کے درمیان جہاں غلصمہ ہے اس کے نیچے اس طرح ذبح کرو کہ غلصمہ سر کے ساتھ بالکل سالم رہ جائے، چھری کو گردن کی ہڈی کے جوڑے سے گزار کر حرام مغز تک نہ پہنچاؤ، اور گردن نہ توڑو حتیٰ کہ اس کی جان نکل جائے۔

غلصمہ کو معلوم کر لینے کے لئے ہاتھ سے جانور کے حلق پر ٹٹولا جا سکتا ہے۔ غلصمہ حلقوم کی گره کا نام ہے، بعض کے نزدیک یہ زبان کی جڑ ہے، اور بعض کے نزدیک یہ حلقوم کا سرا ہے مگر ان ناسوں سے ذبح کی جگہ کے تعین میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۳۹۔ چھری کو حرام مغز تک نہ پہنچاؤ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اس شخص کی بابت پوچھا گیا جس نے ذبیحہ کی جان نکل جانے سے قبل چھری کو گردن کی ہڈی کے جوڑے سے

گزار کر حرام مغز تک پہنچا دیا ہے یعنی اس کی گردن توڑ دیتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس نے برا کیا لیکن اسکو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۰۔ ذبح کے ساتھ سر جدا کر دینا۔

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آنحضرت نے ذبح کرتے وقت ذبیحہ کا سر جدا کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۔ قصاب کو ہدایت۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت رفاعہ کو خط لکھا، یہ وہی رفاعہ بن شداد ہے جو شہر اہواز میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا قاضی تھا، خط کا موضوع یہ تھا کہ قصابوں کو حکم دو کہ وہ جانوروں کو عمدگی سے ذبح کریں اور جو

قصاب ہڈیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو اسکو سزا دو اور اس نے جو جانور ذبح کیا ہے اسکو کتوں کے سامنے ڈلوا دو۔

ہڈیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا شاید اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اگر ہڈی کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا یا ریزہ غذا کے ساتھ غلطی سے کھا لیا جائے تو یہ منہ یا حلق یا آنتوں وغیرہ میں جا کر خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ لہذا قصاب کے علاوہ بھی گوشت کاٹنے وقت احتیاط اور ہوشیاری سے کام لیا جائے۔

۲۲۔ نادانستگی سے سر کو جدا کر دینا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ ذبح کرنے والا قصداً ذبیحہ کے سر کو بوقت ذبح جدا نہ کر دے۔ اگر اس نے نادانستگی سے ایسا کیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

۲۳- تیز چھری کی وجہ سے سر کا جدا ہو جانا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو بوقت ذبح قصداً سر کو الگ تو نہیں کرتا مگر چھری تیزی کے سبب سے گزر جاتی ہے اور ذبیحہ کے سر کو علاحدہ کر دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے قصداً ایسا نہیں کیا ہے تو اس کے ذبیحہ کو کھایا جا سکتا ہے۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۲۴- حلق کے سوا ذبح۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے حلق کے سوا کہیں اور ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے، یعنی جبکہ اس سنت پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا ذبیحہ نہ کھایا جائے جس کو ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح نہ

کیا گیا ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی بیل یا اونٹ کنویں یا گڑھے میں گر پڑے یا قابو سے نکل جائے اور اس کے مذبح و منحہر (ذبیح اور منحہر کی جگہ) پر قدرت حاصل نہ ہو تو بسم اللہ کہہ کر جہاں ممکن ہو نیزہ مارا جائے اور اسے کھایا جائے۔

۲۵۔ لوہے کے بغیر ذبیح۔

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے لوہے کے بغیر کسی اور چیز سے ذبیح کرنے سے منع فرمایا ہے نیز حضرت علی مرتضیٰ، امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے، ان تمام حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ لوہے کے ہتھیار کے سوا کسی اور چیز سے ذبیح کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۶۔ چھوٹی عمر کے جانوروں کا ذبح۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے

کہ آپ نے مادہ جانور کے پیٹ کے بچے کو نیز ان

جانوروں کے دودھ پیتے بچوں کو کسی خاص سبب کے

بغیر ذبح کرنا مکروہ قرار دیا ہے۔

**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

فصل ۲

کسی کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے یا نہ کھانے کا مسئلہ

۲۷- یہودی، نصرانی وغیرہ کا ذبیحہ۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے یہودی، نصرانی اور مجوسی کے ہاتھ کا ذبیحہ نیز اہل خلاف کے ہاتھوں کے ذبائح کھانے یا نہ کھانے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا جو سورۃ الانعام (۶) آیت ۱۱۸ میں ہے کہ: فکلوا مماذکر اسم اللہ علیہ یعنی جس ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے اس کو کھاؤ۔

آپ نے فرمایا کہ جب تم ان کو بوقت ذبح اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سنو تو ان کا ذبیحہ کھاؤ اور جس ذبیحہ پر اللہ کے نام کا ذکر نہ ہو تو اس کو نہ کھانا، اور ان اہل ادیان میں سے جو گروہ یا جو شخص بوقت ذبح

اللہ کا نام ترک کرنے میں متہم ہو اور اللہ کا نام لٹھے بغیر اسے حلال سمجھتا ہو تو اس کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں مگر یہ ہے کہ ذبیحہ کو بوقت ذبح دیکھا گیا ہو اور اس نے سنت کے مطابق ذبح کر دیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو پھر اسکا کھانا جائز ہے اور اگر ایسی جگہ ذبح کیا ہے جہاں تم نے نہیں دیکھا ہو تو ایسا ذبیحہ نہ کھایا جائے۔

۲۸- بازاری گوشت-

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ

سے اس گوشت کے بارے میں پوچھا گیا جو بازاروں میں فروخت ہوتا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ قصابوں نے جانور کو کیسے ذبح کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس گوشت کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ ان کے ذبح کے متعلق کوئی ایسی اطلاع نہ ہو کہ انہوں نے خلاف

۶۶

سنت ذبیح کیا ہے۔

۴۹۔ اعراب نصرانی کا ذبیحہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اعراب نصرانیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا ناپسند اور مکروہ فرمایا ہے۔

واضح رہے کہ یہودی، نصرانی، مجوسی وغیرہ کے ذبیحہ کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے یہاں صرف اعراب نصرانی کے ذبیحہ کا بیان ہے چنانچہ اعراب کے معنی ہیں عرب کے گنوار اور بدو، اور نصرانی عیسائی کو کہتے ہیں پس اعراب نصرانی کا مطلب ہے عرب کے بدو یا صحرائشین عیسائی۔

۵۰۔ مرتد کا ذبیحہ۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے

مرتد کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے سے منع فرمایا ہے (مرتد وہ ہے جو دین اسلام سے پھر گیا ہو)

۵۱- بچے اندھے اور عورت کا ذبیحہ-

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ دونوں حضرات نے بچے کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے کی رخصت دی ہے، جب کہ وہ ذبح کر سکتا ہو اور جس طرح ذبح کرنا چاہئے اسی طرح ذبح کرے اسی طرح اندھے کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے کی رخصت دی ہے جب کہ اس کو قبایہ رو سیدھا کر دیا گیا ہو، نیز ان حضرات نے عورت کے ذبیحہ کو کھانے کی رخصت و اجازت دی ہے، جب کہ وہ عمدگی کے ساتھ ذبح کرے۔

۵۲- طہارت اور ذبح-

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے

کہ آپ سے طہارت کے بغیر ذبح کرنے کی بابت پوچھا گیا
تو آپ نے اس کی رخصت دے دی۔

-۵۳- گونگے کا ذبیحہ-

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ
آپ نے گونگے کا ذبیحہ کھانے کی رخصت دی ہے، جب کہ
وہ بسم اللہ کہنا سمجھتا ہو اور وہ (اپنی آواز وغیرہ سے)
اس کا اشارہ کرتا ہو۔

**Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**
Knowledge for a united humanity

فصل ۵

ص، ح ذبیح کی شناخت

سورۃ المائدہ، (۷) آیت ۱ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: **أَحَلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةَ الْأَنْعَامِ**، یعنی تمہارے لئے چرنے والے مویشی حلال کئے گئے۔

۵۲۔ جانور کے پیٹ کا بچہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے آیۃ کریمہ ”أَحَلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةَ الْأَنْعَامِ“ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جانور کا وہ بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہو جب اس پر بال اور اون نکل آئے تو اس کا ذبیح کرنا (بس یہی کہ) اس کی ماں کو ذبیح کرنا ہے امام علیہ السلام کے اس ارشاد کے معنی یہ ہیں کہ (جانور کو ذبیح کیا جائے اور اس کے پیٹ کے بچے کو ذبیح نہ کیا جائے کیونکہ) خود ماں کو ذبیح

کرنا ہی بچے کو ذبح کرنا ہے اور اگر جنین یعنی پیٹ کے بچے پر بال اور اون نہ نکلے ہوں تو اس کو نہ کھایا جائے۔

۵۵۔ پاک ذبیحہ۔

جو شخص کسی حلال اور جائز جانور کو حلق پر ”غلمصہ“ کے نیچے ذبح کرے اور ذبح سنت کے مطابق ہو چنانچہ اس نے حلقہ قوم، زرخہ اور گردن پی دونوں شہرگوں کو کاٹ ڈالا اور خون کو بہا دیا اور اس کے اس فعل سے ذبیحہ کی جان نکل گئی تو ہمارے علم کے مطابق اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ایسا ذبیحہ پاک ہے۔

۵۶۔ اگر جانور کا کوئی حصہ کٹ کر جدا ہو جائے۔

امام زین العابدین اور امام باقر علیہما السلام

سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا کہ ذبح کرنے سے قبل حیوان کے جسم سے اگر کوئی حصہ کٹ کر جدا ہو جائے تو وہ حصہ مردار کے برابر ہے اسے نہ کھایا جائے اگر ایسے جانور کو ذبح کرنے کے لئے بروقت رسائی ہو سکے تو اسے ذبح کر کے باقی حصہ کھایا جائے۔

۵۷- صحیح ذبح کی علامت۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ صحیح ذبح کی علامت تو یہ ہے کہ ذبیحہ بوقت ذبح آنکھ پھرالے یا اس کا پیر حرکت کرے یا اس کی دم یا کان ہل جائے پس اگر ان علامتوں میں سے کچھ بھی نہ ہو اور ذبیحہ سے بوقت ذبح صرف خون بہہ جائے جب کہ اس نے کوئی حرکت نہیں کی ہے تو اسے نہ کھایا جائے

۵۸- پیروں پر چھری سے مارنا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ذبیحہ کے ساتھ نرمی کی جائے ذبح سے پہلے اور بعد میں اس کے ساتھ کوئی سختی نہ کی جائے چنانچہ آپ نے ذبیحہ کے پیروں کو چھری سے مارنا ناپسند فرمایا ہے۔

۵۹- اگر ذبیحہ بلند جگہ سے گر جائے یا پانی یا آگ میں لڑھک پڑے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے ذبیحہ کی بابت پوچھا گیا جو ذبح کے بعد بلند جگہ سے گر جاتا ہے یا پانی یا آگ میں لڑھک پڑتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے عمدہ طریقے سے ذبح کر دیا ہے اور جو واجب ہے اس کو ادا کر دیا ہے تو پھر اس کو کھاؤ۔

۶۰۔ جانور کو لٹا کر ذبح کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس بکری کے بارے میں پوچھا گیا جس کو کھڑا رکھ کر ذبح کیا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے سنت تو یہ ہے کہ اسے پہلو کے بل قبلہ رو لٹا کر ذبح کر دیا جائے۔

۶۱۔ اونٹ نحر کرنے کا طریقہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے پوچھا گیا کہ اونٹ کو ذبح کیا جائے یا نحر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ سنت تو یہ ہے کہ اسے نحر کیا جائے، عرض کیا گیا کہ نحر کرنیکا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اونٹ کو قبلہ رو کھڑا کیا جائے اور اس کا ایک ہاتھ باندھ دیا جائے اور جو شخص نحر کرے وہ قبلہ کی طرف کھڑا رہے اور چوڑی چھری سے اس کی چھاتی اور گردن کے

درمیان منحر (نحر کرنے کی جگہ) میں مارے یہاں تک کہ وہ اس کو کاٹے اور کافی گہرا پھاڑ ڈالے اور اس کا دل چر جائے۔

اونٹ کے نحر کرنے کی جگہ کا نام عربی میں لبسة (منحر) ہے فارسی میں ”گودی“ بین گردن و سینہ، لکھا ہے یعنی وہ گڑھا جو اونٹ کی گردن اور سینہ کے درمیان واقع ہے بروشسکی میں ایس کھپون کہا جاتا ہے۔

۶۲۔ آیا گائے کو ذبح کیا جائے یا نحر؟

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے گائے کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ آیا اس کو ذبح کیا جائے یا نحر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ سنت تو یہ ہے کہ اس کو پہلو کے بل لٹا کر ذبح کیا جائے اور اگر (بوقت ضرورت) نحر کیا گیا تو کوئی حرج نہیں۔

۶۳۔ سنت کے خلاف ذبح۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایسے ذبیحہ کے متعلق پوچھا گیا جو گردن کے پیچھے سے ذبح کیا گیا ہو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ قصداً نہ کیا گیا ہو تو پھر اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کسی نے قصداً پس گردن سے ذبح کیا ہے حال آنکہ وہ سنت نبوی سے واقف تھا تو اس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے اور اس کو اچھی طرح سے ادب سکھایا جائے۔

۶۴۔ اگر حلال و حرام مخلوط ہو جائیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے دو مذبوحوں بکریوں کی بابت پوچھا گیا جن میں سے ایک پاک ہے اور دوسری ناپاک، اب ہتہ نہیں چلتا کہ ان دونوں میں سے پاک کونسی ہے، آپ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں دونوں کو پھینک دیا جائے۔

فصل ۶

شکار میں حلال و حرام

۶۵۔ شکار کرنا حلال ہے۔

سورۃ المائدۃ (۵) آیت ۹۶ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ اَحِلْ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلسِّيَارَةِ وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دَسْتُمْ حَرِّمًا يَعْنِي تَمَّارَةً اَوْ قَافِلَةً كَيْ فَائِدَةٍ كَيْ لَنْتِ دَرِيَّاتِي شَكَارًا اَوْ اَمْسَ كَا كَهَانَا (تو ہر حالت میں) حلال کر دیا گیا ہے اور جب تم حالت احرام میں رہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے۔ نیز اسی سورۃ (۵) کی آیت ۲ میں ارشاد ربانی ہے کہ وَاِذَا حَمَلْتُمْ فَاصْطَادُوا، اَوْ جَبَّ تَمَّ اَحْرَامًا كَهَوْلُوْا تُوْ شَكَارًا كَرَّ سَكْتَةً هُو۔

۶۶۔ گھونسلے میں پرندے کا شکار۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پرندہ اپنے گھونسلے میں خدا کی امن و پناہ میں محفوظ ہے پس جب آڑ جائے تو اگر تم چاہو تو شکار کر سکتے ہو۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پرندوں میں سے وہی پرندہ شکار ہو جاتا ہے جس نے اپنے رب کی تسبیح و تقدیس کو ضائع کر دیا ہو۔

۶۷۔ کبوتر کا شکار۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے شہروں میں کبوتر کا شکار کرنے سے منع فرمایا ہے، اور دیہات میں اسکے شکار کی اجازت دی ہے۔

۶۸۔ شکار کا حق کس کو ملنا چاہئے؟

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا، کہ شکار کے جانور پر اسی کا حق

ہے، جو ہکڑنے یا مارنے میں سابق ہو۔



**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**
★ ★ ★ ★
★ Knowledge for a united humanity

فصل ۷

شکاری جانوروں کا شکار

سورۃ المائدہ (۵) آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ: وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مَكْسَبِينَ، اور وہ شکاری جانور جن کو تم نے سکھایا ہے۔

۶۹۔ شکاری جانور۔

امام جعفر الصادق سے، آپ کے ہدر بزرگوار امام باقر سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام سے آیت مذکورہ کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں „جوارح“ سے کتے مراد ہیں اور „جارج“، کمانے والے کو کہتے ہیں اور اس معنی میں خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ: وَيَعْلَمُ مَا جُرِحْتُمْ بِالنَّهَارِ، اور تم نے دن میں جو کچھ کمایا ہے اللہ

آس سے واقف ہے۔

۷۰۔ سکھائے ہوئے کتوں کا شکار۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ سکھائے ہوئے شکاری کتے جس شکار کو پکڑ لیں اس کا کھانا حلال ہے اور اگرچہ شکاری کتے آس جانور کو جان سے مار ڈالیں، لیکن جس شکار کو ایسے کتے مار ڈالیں کہ وہ سکھائے ہوئے نہیں ہیں تو اسے نہیں کھایا جا سکتا اس کے معنی یہ ہیں کہ شکاری کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہا گیا ہو تو اس کا پکڑا ہوا شکار کھایا جا سکتا ہے اور اگر بھول کر بسم اللہ نہ کہا گیا ہو تو ایسے شکار کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۷۱۔ اگر شکاری جانور شکار سے کچھ کھائے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے

منقول ہے کہ دونوں حضرات نے ایسے شکار کے کھانے کی اجازت دی ہے جس کو سکھائے ہوئے کتے نے پکڑا ہو اور اگرچہ کتے نے آسے جان سے مار ڈالا اور اس میں سے کچھ کھا لیا ہو مگر ان دونوں حضرات نے ایسے شکار کو کھانے کی اجازت نہیں دی ہے جس کو شکاری پرندے نے پکڑ کر اس میں سے کچھ کھا لیا ہو۔

حضرت امام مہدی باللہ علیہ السلام فرماتے تھے کہ شکاری پرندہ جس شکار کو پکڑے اس کو کھایا جا سکتا ہے، آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ کتا کبھی کبھار دیوانہ ہو جاتا ہے اور آپ کے اس قول سے آپ کے آبا کرام علیہم السلام کے قول کی مخالفت نہیں ہوتی کیونکہ آپ کے آبا کرام علیہم السلام نے دیوانہ کتے کا پکڑا ہوا شکار کھانے کی اجازت نہیں دی ہے انہوں نے تو صرف اس کتے کے شکار کو کھانے کی اجازت دی ہے جو سکھایا ہوا تندرست ہو یعنی جس میں دا'الکلب (کتے کی بیماری)

نہ ہو اور امام مہدی باللہ علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ شکاری پرندے کا پکڑا ہوا شکار کھایا جا سکتا ہے تو یہ شکاری پرندہ آن شکاری جانوروں میں سے ہے جن کے پکڑے ہوئے شکار کو کھانا اللہ تبارک و تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے۔

۷۲۔ شکاری پرندے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ شکرے اور باز شکاری جانوروں میں سے ہیں۔

۷۳۔ چیتا اور اس کا شکار۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سکھایا ہوا چیتا کتے کی طرح ہے اور وہ جس شکار کو پکڑے اس کو کھایا جا سکتا ہے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام کا یہ ارشاد اس بنیاد (یعنی آیہ کریمہ)

پر ہے جسکا ہم نے قبلاً شکاری جانوروں کے متعلق تذکرہ کیا ہے۔

۷۴۔ کالا کتا۔

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے کالے کتے کا شکار کھانے سے منع فرمایا ہے اور اسے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم صرف آس کتے کی بابت ہے جو بالکل ہی کالا ہو۔

۷۵۔ سکھائے ہوئے کتے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلا سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ سکھائے ہوئے کتے سب کے سب ایک ہی درجہ رکھتے ہیں، ان میں کردی کتا سلوقی کتے کی طرح ہے۔

۷۶۔ بغیر بسم اللہ کا شکار۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے شکار کے بارے میں فرمایا کہ جس نے شکار کی طرف کتے کو چھوڑتے ہوئے بسم اللہ نہ کہا ہو تو وہ اس کو نہ کھائے یعنی صرف اس شکار کو نہ کھایا جائے جو بالکل مر چکا ہو اور جس کی طرف کتے کو چھوڑتے ہوئے بسم اللہ کہنا قصداً ترک کر دیا ہو پس اگر بسم اللہ نہ کہنے کا سبب صرف فراموشی اور نادانستگی ہو تو اس صورت میں وہ شخص اپنے شکار کو کھا سکتا ہے اور اگر ایسے کتے کا شکار زندہ ہے تو اسے سنت کے مطابق ذبح کیا جائے۔

۷۷۔ شکار کا زندہ ہانہ آ کر پھر مر جانا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایسے شکار کے بارے میں فرمایا جسے شکاری کتا پکڑتا ہے اور آدمی اس کو زندہ پاتا ہے پھر وہ شکار کتے

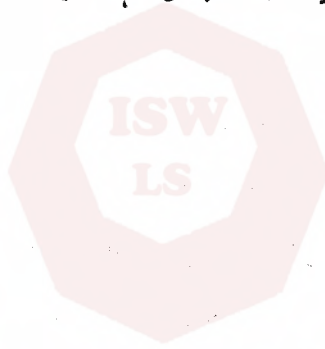
کے پکڑنے کی وجہ سے وہیں مر جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ تم آسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے پیش نظر کھاؤ ”فکلوا مما امسکن علیکم یعنی تم اس شکار کو کھاؤ جسے شکاری جانوروں نے تمہارے واسطے پکڑ رکھا ہو، سورۃ ۵ آیت ۴،، البتہ وہ شکار جسے خود شکاری نے زندہ پکڑا تھا لیکن اس نے اس کو ذبح کرنے میں مستی کی یا اپنے گھر کی طرف لے کر چلا گیا پس وہ شکار مر گیا جب کہ کتے نے اسے مارا نہیں تھا تو اس صورت میں اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۷۸۔ مجوسی کا کتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے مجوسی کے کتے کے بارے میں فرمایا کہ اس کا شکار نہ کھایا جائے مگر یہ ہے کہ مسلمان نے اس کو لے کر گلے میں پٹہ باندھا ہو اور سکھا کر اس کو شکار پر

چھوڑا ہو پس اگر ایسے کتے کو مسلمان شکار پر چھوڑے
تو اس کا شکار کھانا جائز ہے خواہ امر نے کتے کو سکھایا
بھی نہ ہو۔



**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

فصل ۸

شکاریوں کے اسلحہ کا شکار

۷۹۔ ہتھیار اور ہاتھ کا شکار۔

الہائدہ (۵) آیت ۹۰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

کہ: یا ایہا الذین آمنوا لیجلبو نکم اللہ بشیء من
الصید تنالہا بیدیکم ورمحکم، یعنی اے وہ لوگو! جو
ایمان لا چکے ہو، ضرور اللہ تعالیٰ شکار میں سے ایسی چیز
سے تمہاری آزمائش کرے گا، جس پر تمہارے ہاتھ اور
تمہارے نیزے پہنچیں گے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ
نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی شکار پر تلوار مار کر یا
اس میں نیزہ لگا کر یا اس کو تیر کا نشانہ بنا کر مار
ڈالتا ہے ساتھ ہی ساتھ اس نے بسم اللہ بھی کہا ہے تو

اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۰۔ شکار کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔

آپ نے ایسے شخص کی بابت ارشاد فرمایا جو شکار کی طرف تیر چلاتا ہے مگر یہ تیر شکار تک نہیں پہنچتا اور اس سے پیشتر کہ یہ شخص شکار کے نزدیک پہنچ جائے کچھ دوسرے لوگ جلدی سے جا کر اپنی تلواروں سے اس شکار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کا کھانا حلال ہے۔

آپ سے ایسے وحشی حار یعنی گورخر کے بارے میں پوچھا گیا جس کی طرف لوگ بھاگ کر اس کو گھیرتے ہوئے اپنی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں اور انہوں نے اس پر خدا کا نام بھی لیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ فوری قسم کا ذبیحہ ہے اس کا گوشت حلال ہے۔

۸۱- شکار کا مردہ پایا جانا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا ہے جو کسی شکار کو مارتا ہے پس وہ شکار زخم کو برداشت کرتے ہوئے ادھر ادھر بیدار بیدار پھرتا ہے کیوں کہ اس میں تیر یا نیزہ پھنسا ہوا ہوتا ہے یا شدید زخم کی وجہ سے ایسا ہی ہوتا ہے پھر وہ شکاری کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے پھر دوسرے دن شکاری ایسے شکار کو مارا ہوا پاتا ہے اور اس میں اس کا اپنا تیر وغیرہ ہوتا ہے یا ایسا ہو کہ شکاری نے تلوار یا تیر سے شکار کے کسی نازک حصے میں مارا تھا (بہر حال اسی روز یا دوسرے روز) معلوم ہوا کہ یہ شکار کسی اور سبب سے نہیں بلکہ اسی شکاری کے فعل سے مر گیا ہے تو اس کا کھانا حلال ہے۔



This page intentionally left blank

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فرہنگ تمہید

صاحبان امر۔

- تبارک: بابرکت، برکت والا۔
- تعالیٰ: بلند ہوا، اصطلاحاً بلند ہے۔
- مبارک: برکت دینے والا۔
- مبارک: برکت دیا ہوا۔
- فرمان: شاہی پروانہ، شاہی حکم، اصطلاحاً امام کا امر۔
- منشا: ہونے کی جگہ، پیدا ہونے کی جگہ، مراد، مطلب، سبب۔
- تنزیل: نازل کرنا، اتارنا، ترتیب دینا، قرآن شریف، اصطلاحاً
- ظاہری معنی، جس میں تاویل نہ ہو۔
- تاویل: حقیقت، اصلیت، اصطلاحاً باطنی معنی، حکمت۔
- منزل تاویل: تاویل اور حکمت اترنے کی جگہ، یعنی پیغمبر اور امام علیہا السلام۔
- مظہر: جائے ظہور، ظاہر ہونے کی جگہ۔
- استخراج: نکالنا، نکال لینا۔

استنباط: باطنی معنی نکالنا۔

فرمان گزار: حکم ادا کرنے والا، حکم پہنچانے والا۔

کار فرما: کام بنانے والا، حکم کرنے والا، آقا۔

اہل بیت: گھر والے، گھر کے لوگ، اصطلاحاً پنجتن پاک

اور ائمہ برحق علیہم السلام۔

ائمہ: امام کی جمع۔

سلسلہ: زنجیر، ترتیب، نسل، اولاد، خاندان، شجرہ نسب۔

تائید: مدد کرنا، قوت دینا، اصطلاحاً وہ معجزانہ مدد

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔

بمقتضایٰ زمان و مکان: وقت اور جگہ کے تقاضے کے مطابق،

یعنی زمانہ اور ملک کی صورت حال کے موافق۔

عتاب: غصہ کرنا، خفا ہونا، ملامت کرنا۔

معنوی گہرائی: معنی کی گہرائی، باطن کی گہرائی۔

رجوع: لوٹنا، پھرنا، توجہ کرنا، لوٹانا۔

آسمانی کتاب: وہ کتاب جو آسمان سے نازل ہوئی ہے، وہ

کتاب جو روحانیت کی بلندی سے کسی پیغمبر

کے مبارک دل میں اترنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔

آل ابراہیم۔

امام مستقر: امامت کے درجات میں سے ایک درجہ، جس میں امامت نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے لئے ٹھہری رہتی ہے، مستقر کے معنی ہیں جائے قرار، ٹھہرنے کی جگہ۔

امام مستودع: امامت کے درجات میں سے ایک درجہ، جس میں امامت ایک پشت یا چند پشتوں تک امامت ہوئی ہے، مستودع کے معنی ہیں جائے امانت، امانت رکھنے کی جگہ، مستقر اور مستودع کی یہ دونوں اصطلاحیں قرآن پاک کی ۶/۹۸ اور ۱۱/۶ سے ماخوذ ہیں۔

عظام: عظیم کی جمع، بزرگ۔

کرام: کریم کی جمع، سخی اور بزرگ لوگ۔

رسول اور ائمہ علیہم السلام-

افراط: زیادتی، حد سے بڑھنا۔

تقریب: کسی کام میں کمی اور کوتاہی کرنا۔

صاحب تاویل: تاویل کا مالک یعنی امام علیہ السلام۔

درایت: عقل، دانائی۔

کتاب دعائم الاسلام-

Institute of
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

دعائم: دعائمہ کی جمع، ستون۔

Knowledge for a united humanity

فتہ: دین کا علم، شریعت کا علم، قانون شریعت۔

مملو: بھرا ہوا۔

املا: لکھنا۔

متداول: مروج، ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں جانے

والی چیز۔

شائع: عام، مشہور، ظاہر، پھیلا ہوا۔

دعائم الاسلام کا اردو ترجمہ۔

شمرہ: میوہ، پھل، نتیجہ۔

معتقدین: اعتقاد رکھنے والے۔

تدقیق: باریک بات کا نکالنا، بات کی باریکی میں جانا۔

فصول پاک اور اس کی وجہ تسمیہ۔

وجہ تسمیہ: نام رکھنے کی وجہ۔

اسباب: سبب کی جمع۔

علل: علت کی جمع، اسباب، وجوہ۔

مبنی: بنایا گیا۔

تبرکاً و تیمناً: خیر و برکت کے لحاظ سے، مبارک اور متبرک

جان کر۔

فرہنگ فصول

- ۱- حرام: حلال کی ضد، ناجائز، ممنوع۔
 مردار: مرا ہوا، ناپاک، وہ جانور جو بغیر شرعی ذبح کے مر چکا ہو۔
 ذبح: شرعی طور پر جانور کے گلے کو کاٹنا۔
 ذبیحہ: وہ جانور جو شرعاً ذبح کیا جانے والا ہے یا ذبح کیا گیا ہے۔
 اضطراری: مجبوری، لاچاری۔
 ۲- تھان: بتخانہ، بت کدہ، مندر، آتشکدہ وغیرہ۔
 چڑھانا: نیاز گزارنا، قربانی کرنا۔
 تیروں سے قسمت معلوم کرنا: زمانہ جاہلیت کی ایک رسم جس میں تیروں سے فال کا کام لیا جاتا تھا۔
 ۳- مجمل: جس میں بہت سا مطلب جمع کیا ہو۔
 نوع: قسم، کونہ
 انواع: قسمیں۔

نباتات: نبات کی جمع، سبزیاں، آگنے والی چیزیں۔

موجب: باعث، سبب۔

۴۔ حیوانات: حیوان کی جمع، جانور، جاندار۔

وحشی: جنگلی، جو جانور پالتو نہ ہو۔

کچلی: شکاری جانوروں کے دانت، اگلے دانت۔

پوٹا: سنگ دان، حوصلہ، جو حلال ہرندوں میں ہوتا ہے۔

۸، ۷، ۶۔ درندہ: چیرنے پہاڑنے والا جانور۔

بجو: ایک شکاری جانور، جسکو عربی میں ضبع اور

فارسی میں کفتار کہتے ہیں۔

مباح: جائز کیا گیا، روا، حلال۔

۱۱، ۱۰، ۹۔ موسار: گوہ جسکو عربی میں ضب کہتے ہیں،

جو چھپکلی کی قسم کا مگر اس سے بہت بڑا

جانور ہے۔

جنگلی چوہا: اسکو عربی میں قنذ اور فارسی

میں خارپشت کہتے ہیں۔

مذبوحہ: ذبح کیا گیا۔

۲۰۱۹ء-۲۰۱۵ء: استبراء: بے عیب ہونا، پاک ہونا۔

میپ: عربی اور فارسی میں اسکو صدف کہتے ہیں، یہ ایک قسم کے سمندری جانوروں کا خول ہوتا ہے، موتی پیدا کرنے والا جانور بھی اسی قسم میں شامل ہے اور اس کا بھی ایسا ہی خول ہے۔
مضطرب: مجبور، لاچار۔

۲۳، ۲۲، ۲۱- اہل کتاب: یہود اور نصاریٰ، موسیٰ علیہ

السلام کی قوم اور عیسیٰ علیہ السلام کی قوم۔

مشرکین: خدا کی ذات و صفات میں کسی

دوسرے کو شریک کرنے والے، آنحضرت صلعم

کی نبوت و رسالت کی تکذیب کرنے والے، یعنی

اہل اسلام کے ماسوا جو بھی ہیں (دیکھو

کتاب دعائم الاسلام حصہ دوم عربی صفحہ

۲۳۷-۲۳۸ روایت نمبر ۹۴۲)

مانع: سیال، رقیق چیز، پتلی چیز، بہنے والی

شے۔

فاسد: خراب، بگڑا ہوا، تباہ۔

۲۸، ۲۹- جو کھیل: قمار بازی، ہر وہ کھیل جو روپیہ

لینے دینے کی شرط پر کھیلا جائے۔

منشیات: منشی کی جمع، نشہ والی چیزیں، نشہ

آور چیزیں۔

۳۲، ۳۳- نخاع: حرام مغز، ریڑھ کی ہڈی کا گودا، حیوان

کی گردن کی وہ سفید رگ، جس میں حرام مغز ہوتا

ہے، جو پشت کے مہروں سے گزر کر دم کے

آخری مہرہ تک لمبائی میں چلی گئی ہے، دعائم

لاملام حصہ دوم عربی کے صفحہ ۱۷۲ پر لکھا

ہے: 'وہو عظم فی العنق، یعنی وہ (نخاع) گردن

میں ایک ہڈی ہے، اس ہڈی سے شاید وہ جوڑ

مراد ہے، جو کہ ذبیحہ کی گردن پیچھے کی طرف

کھینچنے سے جدا ہوتا ہے اور اس کے نیچے سے

حرام مغز ظاہر ہو جاتا ہے۔

تسبیح: خدا کی پاکیزگی بیان کرنا، سبحان اللہ

یعنی خدا پاک ہے کہنا۔
تہلیل: لا الہ الا اللہ کہنا۔

۵۵،۴۷- مجوسی: کبر، آتش پرست، آفتاب پرست، ماہتاب

پرست، ستارہ پرست۔

اہل خلاف: وہ لوگ جن کے نظریات مخالف ہوں۔

حلقوم: حلق کی وہ رگ (نلی) جس سے دانہ پانی
جاتا ہے۔

نرخرہ: وہ رگ (نلی) جس سے جانور سانس لیتا
ہے۔

۶۵،۶۶،۶۸- احرام: حج کے آداب میں سے ابتدائی ادب،

جس میں حج سے پہلے بعض حلال و مباح چیزوں

کو اپنے اوپر حرام و ناجائز قرار دیا جاتا ہے

اور ایسا کرنے کے لئے بیت اللہ شریف کے چو

طرف میلوں دور مقامات مقرر ہیں۔

تقدیس: خدا کی پاکیزگی بیان کرنا۔

سابق: سبقت لے جانے والا، آگے بڑھا ہوا۔

نصیر ہونزائی

ISW
LS

**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**

Knowledge for a united humanity

تصانیف علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی

شمار	نام کتاب
۱-	سلسلہ نور امامت۔
۲-	نغمۂ اسرافیل۔
۳-	میزان الحقائق۔
۴-	شرافت نامہ۔
۵-	منظومات نصیری۔
۶-	مفتاح الحکمت۔
۷-	فلسفۂ دعا۔
۸-	مطلوب المومنین۔
۹-	ثبوت امامت۔
۱۰-	وجہ دین حصہ اول۔
۱۱-	وجہ دین حصہ دوم۔
۱۲-	پیر پنڈیات جواں مردی۔
۱۳-	پیر ناصر خسرو اور روحانیت۔
۱۴-	مقالات نصیری حصہ اول۔
۱۵-	فصول پاک۔

- ۱۶- آئینہ روح غ م۔
- ۱۷- درس اخلاق غ م۔
- ۱۸- تفسیر کلمہ طیبہ غ م۔
- ۱۹- تفسیر سورہ فاتحہ غ م۔
- ۲۰- درخت طوبیٰ فارسی غ م۔
- ۲۱- درخت طوبیٰ اردو غ م۔
- ۲۲- تحفہ بہ اسماعیلیان غ م۔
- ۲۳- گلشن خودی غ م۔
- ۲۴- نقوش حکمت غ م۔
- ۲۵- قرآن اور امام غ م۔
- ۲۶- روشنائی نامہ غ م۔
- ۲۷- امام شناسی- غ م۔
- ۲۸- خضر نامہ غ م۔
- ۲۹- تجہیز و تکفین غ م۔
- ۳۰- حقیقت نور غ م۔

نوٹ - غ م کا مطلب ہے غیر مطبوعہ یعنی چھپی نہیں۔

ضروری تصحیحات

صفحہ	سطر	
۲	۵	مطبع
۸	۷	تنزیل و تاویل قرآن
۹	۱۵	تک اس دنیا
۱۲	۸	علیہم السلام کی اس
۱۳	۶	لتکونوا
۱۳	۲	اسی کروہ
۳۲	۲	آیہ کریمہ
۳۲	۹	(مرنے کے قبل)
۸۰	۱۳	علیہم السلام
۸۳	۹	علیہم السلام

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

